موضوع	صفحہ نمبر
پیغام حج	5
بیت اللہ کی تاریخ	8
سفر حج کے آداب	10
حج کے معنی	13
حج کی فرضیت	13
حج کی شرائط	13
حج کے احکام	15
حج کی اقسام	15
حج کے فرائض	16
حج کے واجبات	17
حج کی سنتیں	18
عمرہ کا بیان	19
افعال عمرہ	20
احرام باندھنا	20
ممنوعات احرام	22
مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف کرنا	22
صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا	28
حلق یا قصر کرانا	29
ایام حج اور ارکان حج کی ادائیگی کا بیان	30
حج کے پہلے دن کا معمول	30
منیٰ کو روانگی اور قیام	31

31	حج کے دوسرے دن کا معمول
31	عرفات کی طرف روانگی
33	وقوف عرفہ
33	ظہر اور عصر کی نماز
34	عرفات سے مزدلفہ روانگی
35	مغرب اور عشاء کی نماز
35	مزدلفہ میں رات کا قیام
36	حج کے تیسرے دن کا معمول
37	مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی
37	رمی جمرات
37	قربانی
38	حلق یا قصر کرانا
38	احرام اتارنا
38	طواف زیارت یا طواف افاضہ
39	سعی کا حکم
39	وادی منیٰ میں قیام
39	حج کے چوتھے اور پانچویں دن کا معمول
40	طواف وداع
41	حج سے فراغت
41	خطبہ حجۃ الوداع (انسانیت کا منشور)
45	زیارت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

پیغام حج

برادران اسلام!

السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

خیر کا ایک موسم ختم ہوتے ہی ایک دوسرا موسم آگیا ہے جس میں بھلائیاں،فضائل اور بہت سے نیک اعمال کی کمائی ہوگی جن کا شمار کرنا بھی بس میں نہیں،رمضان کا مہینہ ختم ہوا کہ حج کے تین ماہ(شوال،ذیقعدہ اور ذی الحجہ)شروع ہوگئے،جہاں رمضان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

’’جو شخص رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ (یعنی شریعت کو سچ جانتے ہوئے اور فرضیت رمضان کا اعتقاد رکھتے ہوئے) رکھے اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔‘‘(بخاری و مسلم)

وہیں یہ حدیث بھی ذہنوں میں رکھنی چاہیے کہ:

’’جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران کوئی بیہودہ بات یا گناہ نہ کیا وہ حج کر کے اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) لوٹے گا جس طرح اس کی ماں نے اسے (گناہوں سے پاک) جنا تھا۔‘‘(بخاری)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح رمضان کے تین عشروں میں سے آخری عشرہ کو خاص فضیلت بخشی اور اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں جس قدر (عبادت میں) ریاضت و مجاہدہ کرتے اور مشقت اٹھاتے اتنا مجاہدہ اور دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔‘‘(مسلم)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کو بھی فضل و رحمت کا خاص عشرہ قرار دیا ہے،اور اسی لیے حج بھی انہی ایام میں رکھا گیا ہے، یہ رحمت خداوندی کا خاص عشرہ ہے، ان دنوں میں بندے کا ہر

نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور اس کی بڑی قیمت ہے:

’’دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔‘‘ (ترمذی)

سبحان اللہ! عمر کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اللہ کے لیے ہم پر کوئی وظیفہ متعین نہ ہو اس لیے مومن انہی وظیفوں کی پابندی کر کے اپنے مولیٰ سبحانہ کا قرب حاصل کرتا ہے اور وہ اللہ سے امید و خوف رکھتے ہوئے فرمانبرداری اور نیکی کی کثرت کرتا ہے کیا ہی خوش بختی ہے کہ ایک نیکی کے بعد دوسری نیکی میسر ہوئی کہ موسم حج آیا!

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ

عشاق کا یہ ترانہ جو رب کائنات کے گھر جانے کے لیے کلید اور کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں تو سال بھر بیت اللہ شریف اور مکہ مکرمہ کی گلیوں میں گونجتا رہتا ہے لیکن ماہ رمضان سے اس کی گونج اس مصرعے کا مصداق بن جاتی ہے۔

فضا میں لبیک کی صدائیں ز فرش تا عرش گونجتی ہیں

بیت اللہ شریف میں دیوانہ وار عشاق کی عبادت عجیب منظر پیش کرتی ہے، رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی شوال المکرّم کا آغاز ہوتا ہے جو حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے اس ماہ کے شروع ہوتے ہی پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے دل تڑپنے شروع ہو جاتے ہیں، ہر مسلمان کے ہاتھ رب کائنات کے دربار میں اٹھ جاتے ہیں اور لبوں سے پرسوز آواز آہ و زاری اور آنسوؤں کی لڑیوں کے ساتھ نکلتی ہے: ’’اے بیت اللہ کے رب اس سال ان خوش نصیبوں میں ہمارا نام بھی شامل فرما جن کو اپنے

گھر کی زیارت کرا کر حج کی سعادت سے نوازے گا۔“

حدیث نیٹ

بیت اللہ کی تاریخ

آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار سال قبل اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کی تجویز کردہ جگہ پر اسلام کا سب سے پہلا مرکز تعمیر کیا جسے کعبہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

لفظ کعبہ کعب سے ہے جس کے کئی معنیٰ ہیں، مثلاً ٹیلہ زمین، بزرگی وشرف، ہر بلند چیز، چوکور مکان وغیرہ، کعبہ کو اس لیے بھی کعبہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگی وشرف والا مکان ہے، یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی سورت میں دو بار آیا ہے، سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۹۵ اور آیت نمبر ۹۷ میں۔

یہ وہ کعبہ ہے جسے بیت اللہ بھی کہا جاتا ہے، یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یقیناً پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں تعمیر کیا گیا، برکت والا گھر اور سارے جہانوں کے لیے مرکز ہدایت ہے۔﴾ (آل عمران:۹۶)

جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ محض ایک عبادت گاہ ہی نہیں جیسے کہ مساجد ہوا کرتی ہیں بلکہ روز اول سے ہی اس کو دین اسلام کی عالمگیر تحریک کا مرکز ہدایت قرار دیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک اللہ پر ایمان لانے والے ہر جگہ سے دیوانہ وار کھچ کر یہاں جمع ہو جائیں اور اجتماعی طور پر اللہ کی عبادت کریں اور جب اسلام کا ابدی پیغام لے کر واپس اپنے ملکوں کو روانہ ہوں تو اسی روشنی اور ہدایت کو وہاں پھیلانے کا اہتمام کریں، اس اجتماع کو ''حج'' کا نام دیا گیا۔

چنانچہ البقرہ آیت ۱۲۵ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿اور جب کہ ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرکز مرجع اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ ابراہیم کے مقام عبادت کو نماز کی جگہ بنالو اور ابراہیم و اسماعیل کو ہدایت کی کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔﴾

یہ ہے دراصل اس حج کا تصور جسے اسلام کا پانچواں رکن قرار دیا گیا ہے،اس کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اقرار واعتراف اوراس کی اطاعت وفرمانبرداری کا عملی اظہار ہے۔

اب ایک سوال ذہنوں میں اٹھتا ہے کہ کیا یہ کعبہ تعمیر ابراہیم علیہ السلام سے پہلے بھی موجود تھا کہ نہیں، بہت سی حدیثوں اور روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے اس گھر کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی، امام بیہقی نے دلائل میں عبداللہ بن عمرو سے اس حدیث کونقل کیا ہے جس میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اورانہیں اللہ کا یہ حکم سنایا کہ اللہ کا گھر بناؤ، حضرت آدم علیہ السلام نے یہ گھر تعمیر کیا اور پھر اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے اس کا طواف بھی کیا،ان سے یہ کہا گیا کہ یہ لوگوں کے لیے اللہ کا پہلا گھر ہے اورتم اس کا طواف کرنے والے پہلے انسان ہو،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر سے پہلے کعبہ کی موجودگی کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتا ہے:

﴿ابراہیم کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما،تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔﴾ (البقرۃ:۱۲۷)

تکمیل کعبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کے گھر کے طواف کے لیے پکارا اوراس طرح دور دراز سے آکرلوگوں نے حج کرنا شروع کردیا،حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کے عین مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام تک مناسک حج کی ادائیگی ہوتی رہی،حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد اصل طریقے سے ہٹ کرلوگوں نے آہستہ آہستہ اپنی پسند کے طریقے سے جاہلانہ رسوم کو اس میں شامل کرلیا اور ایک اللہ کی عبادت کے بجائے بتوں کی عبادت شروع کردی اور خانہ کعبہ بت خانہ بنادیا گیا،اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کومبعوث فرمایا تا کہ اس گمراہ قوم کی اصلاح کریں اور خانہ خدا کو بتوں سے پاک صاف کر کے خالص توحید کا مرکز بنائیں،چنانچہ یہ کام آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں

سے سرانجام ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ خدا کو ہر قسم کے کفر و شرک سے پاک کر دیا اور گمراہ قوم کو ایک ہی خدائے واحد کا پرستار بنا دیا اور حج بیت اللہ کو انھی بنیادوں پر استوار کر دیا جو ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں۔ آج بیت اللہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا مرکز بنا ہوا ہے ہر سال لاکھوں مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے دنیا کے کونے کونے سے وہاں جمع ہوتے ہیں اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور اس اہم بدنی اور مالی عبادت کی ادائیگی کرتے ہیں۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

سفرِ حج کے آداب

ویسے تو مسلمان کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کی تعلیمات کا عملی نمونہ و مظہر ہونی چاہیے لیکن حج کے سفر پر جانے سے قبل یا دوران سفر بعض چیزوں کا لحاظ رکھنا اور اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

نیت

حاجی اپنی نیت کو ریاکاری سے پاک رکھے حج محض رضائے الٰہی اور آخرت کی بھلائی کے لیے کرے، حج دنیا کی کسی غرض و متاع کی خاطر نہ کیا جائے، حج کو ریا اور نمود و فخر سے بچایا جائے یہ ایسا خطرناک اور خوفناک مرض ہے کہ اس سے بڑی بڑی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں، جو عمل بھی ریاکاری اور نمود کے لیے کیا جاتا ہے، اور خوف آخرت اور اللہ کی رضا کی بجائے اس کا مقصد دنیاوی عزت اور دنیاوی مفاد ہو وہ اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ”اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

حلال کمائی

حج حلال کمائی سے کیا جائے، حاجی کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حرام اور باطل طریقے سے کمائے ہوئے مال کے ذریعے کوئی عبادت قابل قبول نہیں ہوتی، ایسے کاروبار کی آمدنی جس

میں سودی رقم لگی ہو یا شراب و جوا، رشوت و خیانت اور دھوکہ دہی سے حاصل کردہ مال شامل ہو یہ تمام آمدنی حرام ہے اور اللہ کے ہاں مال حرام قابل قبول نہیں ہے۔

<u>اہل علم اور صالح رفیق</u>

حج کا ارادہ کرنے والا اس بات کی حتیٰ الامکان کوشش کرے کہ اس کے ہمسفر علمائے حق، نیک، متقی، اہل علم، صالح اور متبع سنت لوگ ہوں، نافہم اور غلط کاروں کے ساتھ سفر کرنے سے پرہیز کرے، دینی امور اور مسائل حج میں کوئی اشکال پیش آئے تو فوراً ان کی طرف رجوع کرے اور پورے سفر میں ان کے مشوروں پر عمل کرے تاکہ بصیرت اور روشنی حاصل ہو اور اپنے فریضے کو بخیر وخوبی اور احسن طریقے سے ادا کر سکے۔

<u>حقوق اللہ کی ادائیگی</u>

نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اہم ترین فرائض کی ادائیگی میں اگر کوتاہی ہوتی رہی ہے تو سچے دل سے توبہ و استغفار کرے تاکہ گناہوں کی گندگی سے صاف ستھرے ہوکر اللہ کے حضور حاضر ہوں، خالص توبہ کی تین شرائط ہیں، ترک گناہ، گذشتہ گناہوں پر ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم، ان تینوں شرائط کے ساتھ جو توبہ کی جاتی ہے وہ خالص توبہ ہوتی ہے، دوران سفر نماز باجماعت کی پابندی کریں، کثرت سے ذکر و اذکار اور توبہ و استغفار میں مشغول رہیں اور قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے معانی و مطالب پر غور وفکر کریں۔

<u>حقوق العباد کی ادائیگی</u>

کسی کا قرض ذمے ہو، یا امانت رکھی ہو تو حج سے قبل ادائیگی کا سامان کریں، نیز کسی کا مال غصب کیا ہو یا حق تلفی کی ہو تو جلد از جلد ادا کرے اور بالفرض صاحب حق وفات پاچکا ہو تو اس کے وارثین کے حوالے کریں، نیز کوتاہی اور تاخیر پر معافی طلب کریں اور اگر ان کا بھی پتہ نہ چلے تو اتنا مال صدقہ کردیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی صدق دل سے توبہ کریں۔

لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرنا

ہمیں ہمیشہ اور بالخصوص سفر میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ شیطان ہمارے درمیان اختلاف پیدا نہ کردے، کیونکہ وہ تو گھات میں بیٹھا ہوا دشمن ہے،اس لیے آداب سفر میں سب سے ضروری یہ ہے کہ مسافر ہر حالت میں صبر وضبط اور تحمل سے کام لیں،اس بات کا خیال رکھیں اگر کسی ساتھی سے خلاف طبیعت کوئی فعل یا قول سرزد ہوجائے تو نفس امارہ انتقام کے لیے نہ ابھرے بلکہ قوت برداشت سے اسے رفع دفع کردیں، سفر حج اخلاق وکردار، پارسائی اور دینداری وحسن خلق کو جانچنے اور پرکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے،لہذا جہاں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے اخلاص و تقویٰ کی ضرورت ہے وہیں ہم سفروں کے ساتھ بھی حسن سلوک، نیکی اور محبت وشفقت کا معاملہ رکھنے کی ضرورت ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرلے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے۔﴾ (البقرہ:۱۹۷)

حج کے مسائل اور احکامات کو جاننا

حج کا ارادہ کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ حج پر جانے سے قبل حج کے احکامات سیکھ لیں تاکہ ان کا یہ حج باطل نہ ہوجائے، ہر حج کرنے والے کو اس بات کا شعور ہونا چاہیے کہ وہ حج سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کررہا ہے،اس لیے کہ جو عبادت سنت کے خلاف ادا کی جائے گی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگی،سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کرنا یا ترک کرنا سراسر گمراہی اور موجب ہلاکت ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔﴾ (الاحزاب:۳۶)

سفر میں ساتھ رکھنے کے لیے کتابیں

سفر حج میں کچھ دینی کتابیں بھی اپنے ساتھ ضرور رکھنی چاہیے خاص طور پر حج کے مسائل کے متعلق

تا کہ آپ کو اپنے مسئلے کا حل اس میں مل سکے،اس کے علاوہ بھی چند ایسی کتب رکھنی چاہیے کہ جس کے مطالعہ سے دل میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے،عشق ومحبت اورخوف وخشیت کی وہ کیفیات پیدا ہوں جو دراصل ہر دینی عمل اور حج کی روح ہے۔

حج کے معنیٰ

حج کے لغوی معنی ہیں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا ارادہ کرنا،اصطلاح شریعت میں مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی طرف نیت کر کے آنے ،طواف،سعی،منیٰ،عرفات،مزدلفہ میں قیام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے طریقے کے مطابق مناسک کو اسی خاص زمانہ میں جو شریعت سے منقول ہے ادا کرنے کا نام حج ہے۔

حج کی فرضیت

حج دین کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک عظیم ستون ہے جن پر اسلام کے عقائد واعمال کی پوری عمارت کھڑی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،نماز قائم کرنا،زکوٰۃ ادا کرنا،حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''(بخاری ومسلم)

حج کی فرضیت کا حکم ۹ ہجری میں آیا ہے۔سورہ آل عمران آیت ۹۷ میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

﴿لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج ادا کرے۔﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے اس لیے تم حج کرو۔''(مسلم ونسائی)

حج کی شرائط

اسلام آسان اور فطری دین ہے اس میں تنگی نہیں، یہ بات دین اسلام کی آسانی میں سے ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے سب لوگوں کے بجائے صرف ان ہی لوگوں پر حج کا ادا کرنا فرض کیا ہے جن میں اس کے ادا کرنے کی شرائط موجود ہیں، مردوں پر فرضیت حج کی شرائط پانچ ہیں: (۱) اسلام، یعنی مسلمان ہونا کافر پر حج فرض نہیں، (۲) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں، بچپن کے وقت کا حج اکثر علماء کے نزدیک نفلی حج ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس بچے نے حج کیا پھر سن بلوغت (یعنی بالغ ہو گیا) کو پہنچ گیا اس پر دوسرا حج کرنا فرض ہے۔'' (۳) عاقل ہونا، یعنی نعمت عقل سے محروم شخص پر حج فرض نہیں کیونکہ وہ شرعاً مکلّف نہیں، (۴) آزاد ہونا، غلام، لونڈی پر حج فرض نہیں ہے، (۵) استطاعت، اس میں جو باتیں شامل ہیں وہ یہ ہیں: (ا) صحت وتندرستی ہونا، بیمار، اندھے ولنگڑے، اپاہج پر حج فرض نہیں، (ب) قادر ہونا، یعنی اس قدر مال ہوتا کہ اخراجات سفر برائے سواری، رہائش اور خوراک موجود ہو، دوسروں کا محتاج نہ بنے، (ج) اہل وعیال میں جن لوگوں کا خرچ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے ضروری اخراجات کے لیے اتنا مال ہو جو اس کے واپس آنے تک ان لوگوں کے لیے کافی ہو، (د) راستے میں امن ہونا۔ یعنی راستہ محفوظ ہو، جان و مال کا خوف نہ ہو، مثلاً جنگ، فسادات، سفر کے دوران لوٹ مار وغیرہ اور (ہ) کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جیسے قید، جیل یا ظالم حکمران کی سختی۔

مندرجہ بالا پانچ شرائط کے ساتھ عورت پر حج کی فرضیت کے لیے ایک اور شرط یہ ہے کہ (۶) عورت کے ساتھ اس کا محرم ہو، کسی مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ محرم کے بغیر حج کے لیے جائے، محرم ہونے کی شرط کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (ا) عورت کا محرم اس کا شوہر ہے یا ہر وہ شخص ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو، (ب) سفر حج میں عورت کے محرم کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل اور بالغ ہو، نابالغ بچے حج میں محرم کی شرط کو پورا نہیں کرتے، اور بالغ ہونے کا اعتبار کم از کم پندرہ (۱۵) سال کی عمر ہے اور اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ اس کے اندر سوجھ بوجھ بھی پائی جاتی ہو۔ نیز عورت کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ عدت کے ایام میں نہ ہو۔

حج کے احکام

حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے جبکہ وہ تمام شرائط پائی جائیں جن سے حج فرض ہوتا ہے، ان شرائط کے پائے جانے کے باوجود جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق و گناہ گار ہے اور جو شخص فرضیت حج سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

فرضیت حج کے بعد حج نہ کرنے والوں کے لیے احادیث میں سخت وعید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"جس شخص کے لیے واقعتاً کوئی مجبوری حج کرنے میں حائل نہ ہو یا ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو یا ایسی شدید بیماری لاحق نہ ہو جو حج کرنے سے روک دے پھر وہ بغیر حج کیے مرجائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔" (دارمی)

اس لیے مرنے سے پہلے جتنی جلدی ممکن ہو حج ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے تاکہ حج کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست مغفرت، دوزخ سے نجات، رضائے الٰہی کا حصول، درجات کی بلندی اور بے شمار اجر و ثواب ملتا ہے انسان اس سے محروم نہ رہے۔

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

حج اِفراد

اس قسم میں صرف حج کا احرام باندھنا ہے اور صرف حج کے اعمال ادا کرنا ہیں، حج اِفراد کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں، اس کے ساتھ قربانی واجب (ضروری) نہیں ہے۔

حج تمتع

حج کے مہینوں میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور اس سے فارغ اور حلال (احرام اتارنا) ہونے کے بعد اسی سال حج کا احرام باندھ لے، اس قسم کا حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں، ایسے لوگوں

پر قربانی ضروری ہے۔

حج قِران

حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھے پہلے عمرہ کرے اور اسی احرام میں رہے اور پھر حج کے اعمال ادا کرے ایسا حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں، ایسے لوگوں پر بھی قربانی ضروری ہے۔

متمتع اور قارن کے مسائل ایک جیسے ہیں، دونوں پر قربانی واجب ہے، اگر کوئی شخص واجب قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے ایام حج میں تین روزے اور سات روزے منیٰ سے لوٹنے کے بعد رکھنے ہوں گے، خواہ مکہ معظّمہ میں رکھے یا کہیں اور رکھے، البتہ یہ روزے ۱۳ ذی الحجہ کے بعد شروع کرے۔ جو روزے ایام حج میں رکھنے ہیں وہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ سے پہلے عرفہ کے دن تک آخری روزہ ہوسکتا ہے یعنی آخری روزہ عرفہ کے دن ہو۔

البتہ سعی کے بارے میں دونوں کا حکم بدل جاتا ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک متمتع دو سعی کرے گا، پہلی عمرہ کے طواف کے ساتھ اور دوسری حج کے طواف کے ساتھ، لیکن قارن صرف ایک سعی کرے گا، اگر طواف قدوم کے ساتھ کرلیتا ہے تو وہی سعی کافی ہوگی ورنہ پھر حج کے طواف کے ساتھ کرے، البتہ حنفی مسلک میں دو مرتبہ سعی کرنا ضروری ہے۔ حنفی علما کی یہ رائے احتیاط پر مبنی ہے، اگر دشواری ہو تو دوسرے ائمہ کی رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حج کے ارکان (فرائض) اور بنیادی شرائط

حج میں بنیادی طور پر دو فرض ہیں جن کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔

(۱) وقوف عرفات یعنی عرفات میں ٹھہرنا خواہ بہت ہی مختصر وقت کے لیے ہو اور خواہ دن ہو یا رات ہو، یہ حج کا ایک رکن اعظم (بڑا رکن) ہے، اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ اکثر ائمہ کے نزدیک وقوف کی ابتدا زوال کے بعد سے معتبر ہے اور آخری وقت بالاتفاق دسویں تاریخ کی فجر سے قبل تک ہے، اگر وقوف عرفہ نہیں ہوا تو حج ہی نہیں ہوا۔

(۲) طواف زیارت، اس کوطواف افاضہ اورطواف رکن بھی کہتے ہیں۔

ان دونوں بنیادی ارکان کے بعد مندرجہ ذیل امور وہ شرائط ہیں جوفرض کے درجے میں داخل ہیں۔

(۱) احرام۔

(۲) مذکورہ بالا فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی پہلے احرام پھر وقوف عرفات اوراس کے بعدطواف زیارت کرنا۔

(۳) یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہر رکن کواسی مکان مخصوص میں ادا کرنا یعنی احرام میقات سے باندھنا یا اس سے پہلے، میقات وہ حدود ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ جانے کے لیے بغیر احرام آگے بڑھنا جائز نہیں، وقوف کا خاص عرفات میں اورطواف کا خاص مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے گرد ہونا اور ہر فرض کا اسی خاص وقت میں ادا کرنا جوشریعت سے اس کے لیے ثابت ہے، یعنی وقوف کا نویں ذی الحجہ کی ظہر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے قبل تک ادا کرنا اورطواف کا وقوف عرفات کے بعد ادا کرنا۔طواف زیارت ۱۲ ذی الحجہ کی مغرب سے قبل ادا کرنا حنفی مسلک کی رو سے واجب ہے، البتہ دیگر ائمہ کے یہاں اس کے بعد بھی گنجائش ہے۔

حج کے واجبات

حج میں سات واجبات ہیں: (۱) وقوف مزدلفہ، رات کا اکثر حصہ گذارنا ضروری ہے اور حنفیہ کے نزدیک فجر کی نماز کے بعد بھی تھوڑی دیر تک وقوف کرنا چاہیے، البتہ معذوری یا بیماری میں یا خواتین یا معلم کی جانب سے اگر مسائل کا سامنا ہے تو تھوڑی دیر کا وقوف (ٹھہرنا) بھی کافی ہے، (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، (۳) رمی جمرات (کنکریاں مارنا)، (۴) حلق یا قصر یعنی بال منڈوانا یا کتروانا، (۵) طواف وداع (آفاقی یعنی غیر ملکی کے لیے)، (۶) دس تاریخ کے اعمال میں ترتیب یعنی پہلے جمرہ عقبیٰ (آخری شیطان) کی رمی یعنی سات کنکریاں مارنا، پھر قربانی (جس کو کرنی ہے) پھر بال منڈوانا یا کتروانا، اس ترتیب کا لازم و واجب ہونا حنفی مسلک میں ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک یہ ضروری

نہیں، اگر دشواری ہو تو دوسرے ائمہ کے مسلک پر عمل کیا جاسکتا ہے، (۷) منیٰ میں گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی رات کا قیام نیز ۱۳ ذی الحجہ کی رات کا بھی قیام (اگر ۱۳ ذی الحجہ کو رکنا ہے)، البتہ حنفیہ کے نزدیک منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے۔ لیکن اس بات کی پوری کوشش کی جاجے کہ یہ سنت ترک نہ ہونے پائے اس لیے کہ شاید زندگی میں دوبارہ یہ موقع میسر نہ ہو سکے۔

حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں: (۱) غسل کرنا اگرچہ عورت کو حیض یا نفاس ہو ورنہ وضو جب کہ احرام باندھنے کا ارادہ ہو۔ (۲) ازار و چادر پہننا جو نئے اور سفید ہوں، (۳) خوشبو لگانا (مرد کے لیے)، (۴) دو رکعت نفل پڑھنا، (۵) احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کثرت سے پڑھنا، (۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا، (۷) جنت کا اور نیک آدمیوں کی صحبت کا کثرت سے سوال کرنا اور کثرت سے دوزخ سے پناہ مانگنا، (۸) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا، (۹) خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت بیت اللہ کی جانب اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہنا، (۱۰) زیارت بیت اللہ کے وقت جو چیز محبوب ہو اس کی دعا مانگنا کیونکہ اس وقت دعا قبول کی جاتی ہے، (۱۱) جس وقت بھی تلبیہ کہنا شروع کرے تو اس کو بار بار کہنا کم از کم تین مرتبہ کہنا، (۱۲) مفرد آفاقی اور قارن کو طواف قدوم کرنا، (۱۳) طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا (اگر اس کے بعد سعی کرنا ہو، اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی)، اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ سعی کو طواف زیارت کے ساتھ کرنا عین سنت کے مطابق ہے، گو طواف قدوم کے بعد کرنے میں کوئی حرج نہیں، (۱۴) آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو منیٰ کے لیے روانہ ہونا اور وہاں پانچوں نمازیں پڑھنا، (۱۵) نویں کی شب کو منیٰ میں قیام کرنا، (۱۶) طلوع آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہونا، (۱۷) عرفات سے واپس ہو کر پوری رات مزدلفہ میں ٹھہرنا، (۱۸) عرفات میں غسل کرنا، بشرطیکہ پانی کی قلت نہ ہو، (۱۹) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا۔

حج کا رکن ادا نہ کرنے سے حج نہیں ہوتا، حج کے واجبات میں سے کوئی واجب ادا نہ کرنے پر ایک قربانی لازم آتی ہے، سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو جانتے بوجھتے ترک کرنا برا ہے، اور ان کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اتباع سنت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اگرچہ ان کے چھوٹ جانے پر کوئی فدیہ یا گناہ نہیں۔

عمرہ کا بیان

فضائل حج وعمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

’’عمرہ ان تمام گناہوں کا کفارہ ہے جو موجودہ اور گذشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہوئے ہوں اور حج مبرور (یعنی جو سراسر نیکی کے کاموں پر مبنی ہونے کی وجہ سے مقبول ہو) کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔‘‘ (بخاری ومسلم)

اوقات حج وعمرہ

جس طرح ہر عبادت کے لیے کچھ اصول، طریقے اور اوقات متعین ہیں جن کی پابندی ضروری ہوتی ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے کے بھی طریقے اور اوقات امت کی رہنمائی کے لیے مقرر فرمائے ہیں، جن کی پابندی لازمی ہے، عمرہ کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، یہ سال کے دوران کسی ماہ اور کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے، جبکہ اوقات حج کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حج کے مہینے مقرر ہیں۔﴾ (البقرۃ:۱۹۷)

اور یہ ہیں شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن، مطلب یہ ہے کہ عمرہ تو سال میں ہر وقت جائز ہے، لیکن حج صرف مخصوص دنوں میں ہی ہوتا ہے، اس لیے اس کا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ باندھنا جائز نہیں۔

افعالِ عمرہ

عمرہ میں چار کام کرنے ہوتے ہیں۔

(ا) احرام باندھنا

میقات سے احرام باندھنا یا اس سے پہلے سے، میقات وہ حدود ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ جانے کے لیے بغیر احرام آگے بڑھنا جائز نہیں، ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے سہولت اور احتیاط کے پیش نظر ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں۔ مردوں کا احرام دو چادریں ہیں، عورتوں کے لیے کسی خاص لباس کی ضرورت نہیں وہ عام طور پر جو لباس پہنتی ہیں وہی ان کے احرام کا لباس ہے۔

احرام باندھنے سے قبل ہر حاجی یا عمرہ کرنے والے کو خواہ مرد ہو یا عورت اپنی طہارت اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھنا ہوگا، ناخن کاٹ لیے جائیں، غیر ضروری بال صاف کر لیے جائیں، پھر غسل سے فارغ ہو کر سر میں تیل لگائے اور مرد بدن پر خوشبو لگائے اور دو چادریں اس طرح پہننا کہ ایک چادر بطور تہبند باندھ لے اور دوسری کو دونوں کاندھوں پر اس طرح ڈالے کے گردن سے اوپر سر بالکل کھلا رہے، احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ یہ دو رکعتیں البتہ ضروری نہیں ہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد عمرہ یا حج کی نیت کرے اگر عمرہ کی نیت ہے تو کہے:

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً

(اے اللہ! میں عمرے کے لیے حاضر ہوں)۔

اور اگر حج کی نیت ہے تو یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا

(اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوں)۔

اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت ہے تو یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَ حَجًّا

(اے اللہ! میں حج اور عمرے کے لیے حاضر ہوں)۔ (مسلم)

نیت کے بعد تلبیہ پڑھ لے اس کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ، (بخاری ومسلم)

(میں حاضر ہوں،اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بے شک ساری تعریف اور ساری نعمتیں اور سارا ملک آپ ہی کے لیے ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں)۔

یہ ورد اور ذکر ایک ایسی عبادت ہے جو حج وعمرہ کے ساتھ مخصوص ہے، مردوں کو اسے با آواز بلند کہنا چاہیے، اجتماعات میں اسے پڑھیں، اکیلے میں پڑھیں، کسی بلندی پر چڑھتے وقت یا کسی پست زمین پر اترتے وقت پڑھیں، طلوع وغروب آفتاب اور نمازوں کے بعد غرض ہر تبدیل شدہ حالت پر اس کا ورد کرنا چاہیے، دراصل یہ عمرہ اور حج کا ایک شعار ہے اور احرام کی دعا بھی، اس دعا کا اصل موقع بھی احرام کی حالت میں ہے، یہ کلمات خالص توحید کا درس دیتے ہیں، ان کلمات میں مشرکین کا رد ہے، جو مخلوق کو اللہ کا شریک سمجھتے ہیں، اس کے معنیٰ خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں، عورتیں تلبیہ آہستہ آواز میں کہیں گی، تلبیہ پڑھ کر یہ دعا مانگنی بھی مسنون ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَسْاَلُکَ الْعَفْوَ بِرَحْمَتِکَ مِنَ النَّارِ

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کی رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اور آپ سے آپ کی رحمت کے طفیل آگ سے بخشش مانگتا ہوں)، (ابن ماجہ)

مرد ہو یا عورت جب عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے تو وہ احرام میں داخل ہو جائے گا، اگر عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے تو وہ نماز پڑھے بغیر ہی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ واضح رہے کہ احرام صرف دو چادروں کے پہننے کا نام نہیں ہے بلکہ احرام میں نیت اور تلبیہ پڑھنے کے بعد داخل ہوتے ہیں، اور احرام سے باہر نکلنے کے لیے صرف ان چادروں کا اتارنا کافی نہیں بلکہ عمرہ یا حج کے تمام اعمال

کے بعد سر منڈوا کر یا بال کتروا کر نکلتے ہیں۔

ممنوعات احرام

احرام کے بعد احرام کی پابندیوں کا لحاظ رکھیں،یعنی احرام میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے بچیں،ممنوعات احرام یہ ہیں:

(ا)میاں بیوی کے خصوصی تعلقات اوران سے متعلق باتوں کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

(ب)نکاح کرنا،کرانا یا پیغام بھجوانا۔

(ج)ناخن یا بال کاٹنا۔

(د)خوشبو دار چیزیں استعمال کرنا۔

(ہ)خشکی کا شکار کرنا،شکاری کی مدد کرنا،شکار کیا ہوا جانور ذبح کرنا۔

(و)لڑائی جھگڑا کرنا۔

(ز)تمام گناہ اور نافرمانی کے کام۔

ان سات ممنوعات کے علاوہ مردوں کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا،سر کو کسی بھی چیز سے ڈھکنا،موزے یا جرابیں پہننا۔

(۲) مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف کرنا

میقات یا میقات سے پہلے حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا جب مکہ کی جانب چلے تو بیشتر اوقات تلبیہ اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے،اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا شوق دامن گیر ہو،دل خلوص سے لبریز ہو،اور اپنی حالت پر غور کرے کہ ایک دن یہی لباس پہن کر اس دنیا سے سفر کرنا ہے،مکہ میں داخل ہونے کی کوئی خاص دعا نہیں ہے لہذا وہی دعا پڑھیں جو عموماً کسی بھی شہر یا بستی میں داخل ہوتے وقت پڑھی جاتی ہے،پھر اپنا سامان وغیرہ رکھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے بیت اللہ کی طرف جائے،بیت اللہ کے جس دروازے سے بھی داخل ہوں جائز ہے مگر باب السلام سے داخل ہونا مسنون ہے،کیونکہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اسی دروازہ سے داخل ہوئے تھے،اور جس طرح ہر مسجد میں داخل ہونے کے لیے دعا پڑھتے ہیں اور داخل ہوتے ہیں اسی طرح داخل ہوں،اس کے لیے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے،داخل ہوتے جیسے ہی کعبۃ اللہ پر نظر پڑے تو تلبیہ کہنا بند کردے اور درود شریف پڑھ کر اپنی حاجات اللہ کے حضور بیان کرڈالیں، یہ دعا کی قبولیت کی جگہ ہے،اور طواف شروع کرنے کی تیاری کرے، یہ پہلا طواف ''طواف قدوم'' کہلاتا ہے۔(عمرہ میں طواف قدوم اور طواف وداع نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف عمرہ ہی کا طواف ہوگا)۔

طواف شروع کرنے سے پہلے چادر کا داہنا پلو داہنی بغل سے نکال کر دونوں پلو بائیں کاندھے پر ڈال لے اور داہنا کاندھا کھول لے،اس حالت کو''اضطباع'' کہتے ہیں،کعبۃ اللہ کے سات چکر لگانے کا نام''طواف'' ہے، پہلے تین چکروں میں ذرا تیز اور سینہ تان کر چلنا چاہیے اس طرح کہ قدم نزدیک پڑیں اور کاندھے ہلتے نظر آئیں، چلنے کے اس انداز کو''رمل'' کہتے ہیں،طواف شروع کرنے والے کو چاہیے کہ نیت کرتے وقت کعبہ شریف کی طرف منھ کرکے اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا دایاں کندھا حجر اسود کے اس کنارے کے مقابل آجائے جو رکن یمانی کی طرف ہے اور وہاں پر طواف کی نیت کرے(دل میں یہ نیت کرلے کہ میں طواف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کررہا ہوں تاکہ نیت کرتے وقت ٹھہرنا نہ پڑے ورنہ وہاں ٹھہرنے سے خود اپنے اور دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے) کیونکہ مقصد یہ ہے کہ طواف کی ابتدا بھی حجر اسود ہی سے ہو اور ختم بھی حجر اسود پر ہی ہو تاکہ کسی چکر کا ذرا سا حصہ بھی پورا ہونے سے نہ رہ جائے،اس حالت میں دونوں ہاتھ نیچے رکھنا ہے،نیت کرنے کے بعد سرک کر فوراً حجر اسود کے بالکل سامنے آکر دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں،اس کے بعد پہلے حجر اسود دونوں ہاتھوں کے درمیان منھ رکھ کر بوسہ دے، اگر اس کا موقع نہ ملے تو دونوں ہاتھ یا دائیں ہاتھ سے پتھر کو چھوئے اور ہاتھ کو بوسہ دے اور اگر اس وقت بھیڑ کی وجہ سے اس کو چھونا میسر نہ ہو تو حجر اسود کی طرف رخ کرے اور اشارہ کرے پھر ہتھیلیوں کو بوسہ دے دے،اس کو''استلام'' کہتے ہیں

اس وقت تک منھ، سینہ، اور پنجے خانہ کعبہ کی طرف ہی ہوں گے، حجر اسود کو چھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًابِكَ وَتَصْدِيْقًابِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَ اِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

(شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے، اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے، تیرے وعدے کو پورا کرتے ہوئے، اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے)۔ (بیہقی وطبرانی)

اس کے بعد طواف شروع کرنے کے لیے وہیں کھڑے کھڑے دائیں جانب اس طرح گھوم جائے کہ کعبہ شریف اس کے بائیں طرف ہو، اور اس وقت منھ، سینہ اور پنجے سب دائیں طرف گھوم جائیں، طواف کرنے والوں کو اپنے خیال میں کعبے کے گرد دائرے کی طرح حلقہ بنا کر چلنا بہتر ہے، جس کو حتیٰ الامکان توڑنا نہ چاہیے، نہ ادھر ادھر دیکھنا چاہیے، کیونکہ ایسی صورت میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان کا سینہ یا پیٹھ کعبے شریف کی طرف گھوم جائے گی جو طواف کی حالت میں ناجائز ہے، اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں جانب رکھ کر چلنا واجب ہے، طواف کرنے والا جب رکن یمانی پر پہنچے (یہ بیت اللہ کا جنوبی حصہ ہے) تو

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

(شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے)۔ (مسند احمد)

کہہ کر اسے ہاتھ لگائے، اسے رکن یمانی کا استلام کہتے ہیں، رکن یمانی کو چومنا نہیں چاہیے اور نہ ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے، اگر بھیڑ کی وجہ سے رکن یمانی کو ہاتھ لگانے کا موقعہ نہ ملے تو یہاں اشارہ بھی نہیں کرنا چاہیے، ایسے ہی گذر جانا چاہیے، اور یہاں یہ دعا چلتے چلتے پڑھنی چاہیے، کیونکہ طواف کرتے وقت دعا کے لیے ٹھہرنا درست نہیں ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِی

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(اے اللہ ! میں آپ سے دنیا و آخرت کی مغفرت اور عافیت کا طلب گار ہوں،اے ہمارے پروردگا! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ رکن یمانی پر ستر(۷۰) فرشتے مقرر ہیں چنانچہ جو شخص یہاں دعا مانگتا ہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں،رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(اے ہمارے پروردگا! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)۔(ابوداؤد)

حجر اسود پر پہنچ کر پھر اسی طریقہ سے استلام کرے جیسے طواف شروع کرتے وقت استلام کیا تھا، اس طرح حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک ایک چکر پورا ہوگیا،اسی طرح بیت اللہ کے گرد اور چھ چکر لگانے ہیں۔

طواف کے دوران جو ذکر و دعا چاہے کرے،طواف کے دوران اس دعا کو پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(پاک ہے اللہ، اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے، اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے،اور اللہ تعالیٰ کے عطا کیے بغیر کوئی طاقت وقوت نہیں)۔(ابن ماجہ)

طواف جس قدر بھی بیت اللہ شریف کے قریب ہو بہتر ہے لیکن دوسرے حاجیوں کی رعایت ضروری ہے۔ہر چکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی دعائیں ثابت ہیں، یہ دعائیں انتہائی مختصر مگر اجر وثواب کے لحاظ سے انتہائی جامع اور دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں اس میں شامل ہیں اور ہر حاجی کو

بآسانی یاد ہوسکتی ہیں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ کتابیں ہاتھ میں لے کر ہر چکر کے لیے الگ الگ لمبی چوڑی دعائیں پڑھتے ہوئے چلتے ہیں، جو بھیڑ کی حالت میں کبھی دھکا لگنے کی وجہ سے ہاتھ سے گر جاتی ہے اور پیروں میں روندی جاتی ہے، اگر کتاب نہیں گری تو کچھ ورق ہی پھٹ کر گر جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام یا قرآنی آیات ہوتی ہیں، اس طرح ان دعاؤں کو ضروری سمجھنے کا نتیجہ اتنی شدید بے حرمتی اور بے ادبی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ دوسری تکلیف ان دعاؤں کی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر پڑھتے ہوئے چلنے سے یہ ہوتی ہے کہ لوگ آہستہ آہستہ چلتے ہیں جس سے رش بڑھ جاتا ہے اور پیچھے والوں کو دھکا لگتا ہے اور افراتفری پیدا ہوجاتی ہے۔ اگر ہر آدمی بغیر کتاب لیے ہوئے اپنی مناسب چال پر چل رہا ہو تو سب کو آسانی ہوجا اور سب کا طواف آسان ہوگا۔ حج میں دوسروں کی تکلیف کا خیال رکھنا فرض ہے۔

اوپر بتائے ہوئے طریقے پر طواف مکمل کر لینے کے بعد مقام ابراہیم کی طرف یہ دعا پڑھتے ہوئے آئے:

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

(اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو)۔(البقرہ:۱۲۵)

اور اگر ہجوم زیادہ نہ ہو اور آسانی سے جگہ مل جائے تو مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کرے۔ طواف کی یہ دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہیں ان کے بغیر طواف مکمل نہیں ہوگا، اپنے کاندھے جو اضطباع کرتے وقت ننگے کئے تھے انہیں نماز پڑھنے سے قبل ڈھانپ لینا چاہیے، مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ہو تو مسجد حرام میں جہاں جگہ ملے وہاں پڑھ لے ان دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص یعنی قل ھو اللہ احد والی صورت پڑھنا مسنون ہے (ترمذی)۔ سلام پھیرنے کے بعد جو چاہے دعا مانگیے کیونکہ یہ قبولیت دعا کا مقام ہے۔

مسائل کا خیال نہ رکھنے اور دعاؤں پر زور کی وجہ سے بے ترتیبی، بد نظمی، دھکم پیل اور مسلمان کو تکلیف پہنچانے کے جو واقعات پیش آتے ہیں وہ حرام ہیں، بعض لوگ ان مسائل کو سختی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے عمل کریں تو اتنی اموات اور لوگوں کے زخمی ہونے کے واقعات پیش نہ آئیں، مسائل کی اتنی اہمیت کے باوجود افسوس ہے کہ متعدد حج کیے ہوئے افراد بھی اس کی پروانہیں کرتے اور صرف ان بڑی بڑی دعاؤں کو پڑھتے ہوئے سات چکر پورے کر کے مطمئن ہوجاتے ہیں، خواتین جوش میں مردوں کے ہجوم میں گھسی چلی جاتی ہیں، رکن یمانی پر مردوں کے ہاتھ سے ہاتھ مس ہوجانے، ملتزم اور باب کعبہ پر بدن سے بدن رگڑ کھانے، مقام ابراہیم پر مردوں کے دوش بدوش اور جسم سے جسم ملا کر نماز پڑھنے، یہاں تک کہ حجر اسود کو چومنے میں غیر مردوں کے گال سے گال مل جانے کی پروا تک نہیں کرتیں، حالانکہ یہ سارے افعال بالکل حرام ہیں۔

اگر خواتین فعل حرام سے بچنے کی خاطر ان اعمال کو ادا نہ کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انشاء اللہ پورا پورا اجر وثواب ملے گا۔ دو رکعت نماز سے فارغ ہوکر اگر موقع ملے تو ایک بار پھر حجر اسود کا استلام کریں، طواف کر کے زمزم کا پینا مسنون ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو کہ بھوکے کے لیے کھانا اور بیمار کے لیے شفاء ہے۔'' (طبرانی)

''زمزم کا پانی جس ارادے سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

زمزم کا پانی کھڑے ہوکر اور یہ دعا مانگ کر پینا چاہیے، یہ دعا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمَاً نَافِعَاً وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّ رِزۡقًا وَّ اسِعًا وَّ شِفَاءً مِّنۡ کُلِّ دَاءٍ

(اے اللہ! میں آپ سے فائدہ بخش علم، مقبول عمل، کشادہ رزق اور ہر مرض سے شفاء کا سوال کرتا ہوں)۔ (المنذری)

(۳) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا

زمزم کا پانی پینے کے بعد صفا و مروہ کی سعی کے لیے روانہ ہو جائے، سعی صفا سے شروع ہوتی ہے جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو یہ آیت پڑھے:

اِنَّ الصَّفَاوَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

(بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں) (البقرہ۔۱۵۸)

پھر سعی شروع کرنے سے پہلے کہے:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ

(میں اس (کوہ صفا) سے (سعی) شروع کرتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) پہلے ذکر کیا)۔

پھر صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے، آج کل تھوڑا سا چڑھنے سے مسجد حرام کے بعض دروازوں سے خانہ کعبہ نظر آجاتا ہے، اس کے بعد بیت اللہ کی طرف رخ کر کے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی بڑائی یوں بیان کرے یہ دعا بھی تین بار پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لیے ہر تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور تن تنہا اسی نے (کافروں کے) تمام لشکروں کو شکست دی) (مسلم)۔ اس کے بعد درود شریف پڑھ کر جو دعا چاہے مانگیں، پھر صفا سے مروہ کی طرف

چلیے،تھوڑی دور جا کر ایک سبز رنگ کا ستون نظر آئے گا(یہاں رات کو سبز رنگ کی بتیاں بھی جلتی ہیں)یہاں سے دوسرے سبز ستون تک آہستہ آہستہ دوڑ لگائیں (یہ دوڑنا صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے)(مسلم)۔دوڑنے میں کسی کو دھکا یا کسی بھی قسم کی تکلیف نہ دیں،ان دونوں سبز ستونوں کے درمیان دوڑتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ

(اے میرے پروردگار! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، اور میرے ان گناہوں کو درگزر فرما جو آپ جانتے ہیں، بے شک آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے زیادہ کریم ہیں)۔

پھر مروہ پہنچ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر وہی عمل کریں جو صفا پر کیا تھا، یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہو گیا، پھر مروہ سے صفا کی طرف چلیں اور جہاں چلنا ہو وہاں چلیں اور جہاں دوڑنا ہو وہاں دوڑیں،صفا پہنچ جائیں تو اسی طرح کریں جس طرح کہ پہلی مرتبہ کیا تھا، یہ دو چکر ہو گئے،اب پانچ چکر اور باقی ہیں، جو اسی طرح انجام دیئے جائیں گے،جس طرح پہلا اور دوسرا چکر کیا تھا،ساتواں چکر مروہ پر ختم ہو گا۔اپنی سعی میں جتنی بھی دعائیں یاد ہوں پڑھیں، ان مقامات میں دعا قبول ہوتی ہے اس کے علاوہ تسبیح وتہلیل اور ذکر و استغفار کا بھی اہتمام کریں۔ بے کار باتوں سے پرہیز کریں۔

<u>(۴)حلق یا قصر کرنا یعنی سعی کے بعد سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا</u>

جن لوگوں نے عمرہ یا حج تمتع کا احرام باندھا تھا،سعی کے سات چکر مکمل ہونے کے بعد مرد حاجی صاحبان حلق کرائیں (سر منڈوائیں) یا قصر کروائیں (بال ترشوائیں) بال منڈوانا افضل ہے کیونکہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی اور قصر کرنے والوں کے لیے صرف ایک دفعہ دعا کی۔“،(مسلم)۔جبکہ عورتیں انگلی کی ایک پور یا اس سے کچھ زیادہ بال کاٹ لیں۔

اس حلق یا قصر کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہو گئے اور حاجی احرام سے نکل گیا،اب معمول کے

کپڑے پہن لیں،اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہوگئیں،احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگانا سنت ہے۔

جو حاجی حضرات جنھوں نے حج تمتع کی نیت کی ہے اب آٹھ(۸) ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اپنی رہائش گاہ سے طلوع آفتاب کے بعد حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں گے،اور جن حاجی صاحبان نے حج یا عمرہ و حج دونوں کا احرام باندھا تھا،وہ اپنے احرام پر بدستور قائم رہیں گے،اور اسی احرام سے حج کریں گے اور دس(۱۰) ذی الحجہ کو کنکریاں مار کر اور قربانی سے فارغ ہو کر احرام کھولیں گے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے دین پر استقامت عطا فرمائے۔آمین۔

ایام حج اور ارکان حج کی ادائیگی کا بیان

حج ایک ایسا انوکھا دینی تجربہ ہے جو انسانی جسم و روح،سیرت و کردار میں تعمیری تلاطم موجزن کر دیتا ہے،حج کی مشقتیں مسلسل پانچ دن جاری رہتی ہیں،یعنی ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ سے لے کر بارہ تاریخ تک،یہ پانچ دن ایام الحج (حج کے دن) کہلاتے ہیں،یہی دن سفر حج کا حاصل ہیں،کیونکہ انہی ایام میں حج کے تمام مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں،پانچوں دنوں کے تمام پروگراموں کی مکمل تفصیل سلسلہ وار بیان کی جاتی ہے۔

حج کے پہلے دن کا معمول (۸ ذی الحجہ) یوم الترویہ

آٹھ ذی الحجہ کے دن حج کا آغاز ہوتا ہے،اس کو ''یوم الترویہ'' بھی کہتے ہیں،جن حاجیوں نے حج قران یا افراد کی نیت کر کے احرام باندھا تھا وہ اپنے اسی احرام میں رہتے ہوئے حج کے معمولات شروع کریں گے،اور جس حاجی نے حج تمتع کی نیت سے احرام باندھ کر عمرہ کر کے حلال ہوگیا تھا اور اسی طرح اہل حرم آج طلوع آفتاب کے بعد حج کے لیے دوبارہ احرام باندھیں گے۔

آج کے دن کے احکام اور اعمال کی تفصیل یوں ہے:

(۱) احرام باندھنے سے قبل (اگر حج تمتع یا اہل حرم ہے) غسل کرے ورنہ وضو کرے۔

(۲) مجوزہ طریقے سے احرام باندھنا اور احرام باندھنے کی دو رکعت نماز ادا کرنا۔

(۳) نماز پڑھنے کے بعد اسی جائے نماز پر حج کی نیت کریں، نیت حج کے الفاظ بالکل عمرہ کی طرح سے ہیں صرف یہاں العمرہ کی جگہ لفظ الحج ہوگا۔

(۴) اعلان نیت کے بعد تین مرتبہ تلبیہ پڑھیے، یہ تلبیہ کا سلسلہ اب دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبیٰ (بڑے شیطان) کی رمی پر ختم ہوگا۔

(۵) منیٰ کو روانگی اور قیام

منیٰ کی تاریخی وادی مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور واقع ہے، بہتر ہے کہ صبح سویرے ہی منیٰ کی جانب روانہ ہوجائیں، تاکہ دھوپ کی تیزی نہ ہو، سنت کا طریقہ یہ ہے کہ نماز ظہر سے قبل منیٰ پہنچ جائیں، سفر میں تلبیہ کثرت سے پڑھیں۔

آج منیٰ میں کوئی خاص عمل نہیں ہے سوائے اس کے کہ آج کا دن اور آٹھویں اور نویں کی درمیانی رات یہاں گذاری جائے، یہاں ظہر، عصر، مغرب وعشاء اور نویں تاریخ کی نماز فجر ادا کرنی ہے، یہاں ایک تاریخی مسجد ہے جس کا نام مسجد خیف ہے، اگر آسانی کے ساتھ ممکن ہو تو یہ نمازیں اس مسجد میں ادا کریں، ورنہ کم از کم یہ نمازیں اپنے خیموں میں جماعت کے ساتھ ادا کریں، منیٰ میں بیشتر وقت ذکر الٰہی، تلبیہ اور قرآن مجید کی تلاوت میں گذاریں، فضول و غیر ضروری باتوں سے پرہیز کریں، لڑائی جھگڑے سے دور رہیں، ساتھیوں اور اہل قافلہ کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ضرورت پڑنے پر ان کے کام آئیں۔

حج کے دوسرے دن کا معمول (۹ ذی الحجہ) یوم عرفہ

آج یوم عرفہ ہے، حج کا رکن اعظم، نویں ذی الحجہ کو ایک وسیع میدان میں کچھ دیر قیام کرلیں اور حج کا اصل رکن ادا ہوگیا، اس کے بغیر ہر سعی وقربانی بیکار، مسئلہ کی رو سے میدان عرفات میں نویں ذی الحجہ کی دوپہر سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کچھ دیر کا قیام حج کا رکن اعظم ہے، جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، عرفات منیٰ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ ایک وسیع وعریض میدان ہے جو تین طرف سے

پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمت ہے۔

آج کے دن کے احکام اور اعمال کی تفصیل یوں ہے:

(۱) فجر کی نماز منیٰ میں ہی ادا کی جائے گی۔

(۲) عرفات کی طرف روانگی

طلوع آفتاب کے بعد جب سورج خوب چڑھ جائے تو منیٰ سے میدان عرفات کی جانب روانہ ہوں، سفر میں تلبیہ اور تکبیر کثرت سے پڑھیں، عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخر یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد خواہ نمازی حج میں ہو یا حج کے علاوہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

(اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں)

عرفات کے مقام میں ہی وقوف عرفہ ہوتا ہے، عرفات پہنچ کر افضل یہ ہے کہ جبل الرحمت کے قریب وقوف یعنی ٹھہریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں ٹھہرے تھے۔ یہاں جگہ نہ ملے تو جو جگہ اس سے قریب ہو بہتر ہے، لیکن اگر اس کے پاس ٹھہرنے میں کوئی دشواری ہے تو اپنے خیمہ میں قیام کیجیے، چاروں طرف اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں تاکہ وقوف عرفات سے باہر نہ ہو، زوال سے پہلے توبہ واستغفار، تلبیہ وتکبیر اور ذکر وتلاوت میں مصروف رہیں۔

(۳) ظہر اور عصر کی نماز

زوال کا وقت گزرتے ہی مسجد نمرہ جو عرفات کی مشہور اور تاریخی مسجد ہے کے امام صاحب ایک اذان اور دو مرتبہ اقامت کے ساتھ ظہر کے وقت ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھاتے ہیں، لیکن چونکہ ہر شخص اس مسجد میں پہنچ نہیں سکتا اور سب حاجی اس میں سما نہیں سکتے، ان وجوہات یا کسی دوسری وجہ کی بناء

پر اس نماز میں شریک نہ ہوسکیں تو اپنے خیموں میں جماعت کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ادا کریں۔

(۴) وقوف عرفہ

یعنی میدان عرفہ کا قیام یہ اہم مرحلہ حج کا رکن اعظم ہے وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے، حاجی یہاں غروب آفتاب تک ٹھہرتے ہیں، عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہوتے ہیں، لہذا خدا کے لیے ان کا ایک لمحہ بھی غفلت میں ضائع مت کیجیے، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں کو سینے تک اٹھا کر نہایت عاجزی اور گڑگڑا کر پروردگار عالم سے دعا مانگے، لیکن اگر کوئی تھک جائے یا اس میں کھڑے ہونے کی قوت نہ ہوتو وہ بیٹھ کر اور بیمار ہوتو لیٹے لیٹے دعا میں مشغول رہے، یہ وقت اور مقام دعاؤں اور مناجاتوں اور توبہ و استغفار کی قبولیت کا ہے اور ایسا مبارک وقت سال بھر نہیں ملتا۔

میدان عرفات جیسی مقدس جگہ کہیں اور نہیں مل سکتی، معلوم نہیں دوبارہ زندگی میں دوبارہ اس بارگاہ رحمت میں حاضری کا موقع نصیب ہو یا نہ ہو، لہذا ہر دعا انتہائی ادب و احترام سے دل سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام پچھلے گناہوں کی معافی طلب کریں اور آئندہ کے لیے صدق دل سے توبہ کریں، پورے وقت میں خشوع و خضوع اور گریہ وزاری کے ساتھ ذکر و تسبیح، تکبیر و تلبیہ، تلاوت کلام اللہ اور درود شریف و استغفار میں مشغول رہیں، یہ قبولیت دعا کا خاص وقت ہے، اس دن بلا ضرورت آپس کی جائز گفتگو سے بھی پرہیز کریں، پورے وقت کو دعاؤں اور ذکر اللہ میں صرف کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین کلمات جو میں نے کہے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء نے کہے وہ یہ ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کے لیے ہے، حمد کے لائق وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔ (ترمذی)

قیام عرفات کے دوران حاجی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی، تواضع، انکساری اور خوف و رغبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کا امیدوار بنے، اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے ڈرے، اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور تمام گذشتہ گناہوں سے خالص توبہ کرے، یہ دن بہت ہی باعظمت اور بخشش و مغفرت کا دن ہے، اس دن بندوں کی طرف سے آنسوؤں کی بارش اور پروردگار عالم کی جانب سے رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے، آج اپنی دنیا اور آخرت کی سب ضرورتیں، سب حاجتیں اللہ کے حضور پیش کردیں، اپنے والدین کے لیے خصوصی دعائیں مانگیں، اپنے محسنوں، اعزہ و متعلقین، تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے مانگیے، امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مانگیے، اپنے ملک کے لیے مانگیے، اور سب سے بڑھ کر اپنی اور تمام مسلمانوں کی مغفرت طلب فرمائیں۔

آج کوئی روک ٹوک نہیں، دیکھئے دل کی حسرت دل ہی میں نہ رہ جائے، لب کھولیے یا حی یا قیوم کہہ کر آنکھیں اٹھا کر اسے مخاطب کیجیے، آنسوؤں کی زبان میں بات کرنے کا یہی موقع ہے، دل ہی دل میں ذوالجلال والاکرام کی عظمتوں کا احساس کرکے اسے پکارتے چلے جایئے، اس کے سامنے سب حاجتیں پیش کردیجیے، اس سے کیا چھپانا جو ہماری ہر حالت سے باخبر ہے، جب دینے والا خوشی سے دے رہا ہو تو آپ کو لینے میں کیا عذر، بلکہ دینے والا تو اس سے زیادہ خوش ہے جو نہایت جوش و جذبہ کے ساتھ لبیک لبیک کرلے رہا ہو اور پھر بھی بڑی حسرت سے کہہ رہا ہو، اے مولا! میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ آپ کی عطا میں کوئی کمی نہیں مگر میں ہی پوری تیاری سے نہیں آیا اور میرا دامن تنگ پڑ گیا ہے، اے مولا! میں خام سہی مگر آپ کے دربار سے ناکام لوٹنا نہیں چاہتا، میری حاضری قبول کرکے مجھے کامیاب و بامراد کردیجیے۔ آمین، ثم آمین یارب العالمین!

(۵) عرفات سے مزدلفہ روانگی

ظہر اور عصر کی قصر نمازوں کے علاوہ عرفات میں اور کوئی نماز پڑھنے کی سخت ممانعت ہے، اس میدان سے روانگی اس وقت ہونی چاہیے جب سورج پوری طرح غروب ہوجائے، اس سے قبل یہاں سے کوچ

کرنا اور مزدلفہ کی طرف روانہ ہونا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے میدان عرفات میں دیر ہو جائے اور قیام طویل ہو جائے تو فجر سے پہلے پہلے نکلنا ضروری ہے۔ عرفات اور منیٰ کے درمیان منیٰ سے مشرق کی سمت حدود حرم میں داخل ہو کر تین میل کا ایک میدان ہے اس جگہ کو مزدلفہ کہتے ہیں، اس میدان کی آخری حد پر ایک پہاڑ ہے جسے مشعر حرام کہتے ہیں، راستہ میں تسبیح و ذکر اور تلبیہ و تکبیر کہنے میں مصروف رہیں اور نہایت سکون و اطمینان سے سفر طے کریں، مزدلفہ پہنچ کر مشعر حرام کے آس پاس ٹھہرنے کی کوشش کریں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشعر حرام کے پاس قیام فرمایا تھا، ورنہ حدود مزدلفہ میں جہاں بھی جگہ مل جائے بہتر ہے۔

(٦) مغرب اور عشاء کی نماز

عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے راستے میں بھی مغرب کی نماز نہ پڑھیں، یاد رکھیں مغرب اور عشاء کی نماز آپ کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھنی ہے، اس لیے آپ مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء دونوں نماز ایک ہی وقت میں الگ الگ اقامت سے پڑھیں۔

(٧) مزدلفہ میں رات کا قیام

یہ رات آپ کو مزدلفہ میں بسر کرنی ہے، مزدلفہ میں رات کو رہنے والے حجاج کے حق میں یہ رات غیر معمولی خیر و برکت کی رات ہے، اس رات کو انوار الٰہی کی بارش ہوتی ہے، مزدلفہ میں رات بسر کرنے والوں کو رحمت الٰہی اپنے دامن میں لے لیتی ہے، یہ رات خوش نصیب لوگوں کو میسر آتی ہے، بہتر یہ ہے کہ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارا جائے، عبادت، ذکر استغفار، توبہ اور درود شریف میں مشغول رہیں، اپنے لیے، والدین کے لیے، اہل و عیال کے لیے، متعلقین اور مرحومین کے لیے، تمام امت مسلمہ کے لیے بخشش اور اللہ ذوالجلال والاکرام کے فضل و کرم کی دعا مانگیں، یہ رحمت اور بخشش کی رات ہے، آج کی رات دل سے نکلی ہوئی کوئی دعا واپس نہیں لوٹتی بلکہ ہر ایک کو شرف مقبولیت حاصل ہوگا، مزدلفہ میں لیٹنا یا سونا منع نہیں، مگر ساری زندگی پڑی ہے سونے کے لیے ایسی رات زندگی میں بار بار کب آتی

ہے،اس لیے جس قدر ممکن ہو غفلت سے بچا جائے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" جو دعا عرفات میں امت کے لیے قبولیت سے رہ گئی تھی وہ اس رات میں مقبول ہوگئی۔"(ابن ماجہ وبیہقی)

دیکھئے اس رات کا کتنا بڑا اعزاز اور کتنا بڑا مقام ہے۔

حج کے تیسرے دن کا معمول (۱۰ ذی الحجہ) یوم النحر

آج حج کا تیسرا دن ہے،اس روز عید الاضحیٰ ہوتی ہے، کیونکہ اس روز قربانی کرنی ہوتی ہے،اس مناسبت سے اس کو یوم النحر بھی کہتے ہیں، حاجیوں کو نماز عیدالاضحیٰ سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے، کیونکہ انہوں نے آج حج کے بڑے اہم مناسک ادا کرنے ہیں۔

آج کے دن کے احکام اور اعمال کی تفصیل یوں ہے:

(۱) نماز فجر

فجر کی نماز صبح اول وقت پر صبح صادق ہوتے ہی جماعت کے ساتھ ادا کرلیں۔

(۲) وقوف مزدلفہ

فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب سے تھوڑے دیر پہلے تک مزدلفہ میں ٹھہرنا (یعنی خوب اچھی طرح اجالا ہوجائے) واجب ہے،وقوف مزدلفہ کے دوران قبلہ کی طرمنہ کرکے اور کھڑے ہوکر اور ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں مانگیں اور برابر ذکر الٰہی کرتے رہیں۔

(۳) رمی کے لیے کنکریاں اٹھانا

یہاں میدان میں سے فجر کی نماز سے قبل منیٰ میں شیطان کو مارنے کے لیے ستر (۷۰) کنکریاں کسی تھیلی یا لفافے میں رکھ لیں، کنکریاں بڑے چنے کے برابر ہوں۔

(۴) مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

جب دن اچھی طرح روشن ہوجائے تو طلوع آفتاب سے پہلے ہی منیٰ کی طرف چل دیں،راستے میں تلبیہ اور تکبیر، حمد وثناء اور توبہ واستغفار اور ذکر ودرود شریف کثرت سے پڑھتے رہیں،مزدلفہ سے روانگی

کے وقت وادی محسر سے نہ گزریں، اگر کسی وجہ سے گزرنا پڑے تو سر جھکائے اور خوف و دہشت کی حالت اپنے اوپر طاری کیے دوڑ کر گزر جائیں اس وادی میں اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ذریعے اصحاب فیل کو روکا تھا، ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی سے تیزی کے ساتھ گزرے۔'' (ترمذی)

(۵) جمرہ عقبیٰ (بڑے شیطان) کی رمی اور تلبیہ کا اختتام

آج دس ذی الحجہ ہے اور حاجی پھر اسی جگہ پہنچ گئے ہیں، جہاں سے ۹ ذی الحجہ کی صبح کو عرفات روانہ ہوئے تھے، آج صرف جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنی ہے اور اس کا وقت طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک ہے، لیکن بحالت دشواری بعد زوال بھی جائز ہے، یہاں پہنچ کر تلبیہ کہنا بند کر دیں، کنکری مارنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جمرہ عقبیٰ کے ستون سے ڈھائی تین گز کے فاصلے پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کا رخ جمرے کے سامنے ہو، اور آپ کے سیدھے ہاتھ کی طرف منیٰ اور الٹے ہاتھ کی طرف مکہ مکرمہ ہو، انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر سات مرتبہ میں سات کنکریاں اس پر ماریئے اور کنکری مارتے وقت:

بِسۡمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ

(اللہ کے نام سے اور اللہ بہت بڑا ہے) کہیں۔ (سنن ابن نسائی)

(۶) قربانی

جمرہ عقبیٰ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد قربانی کرنی ہے، مفرد کے لیے قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، جبکہ قارن اور متمتع کے لیے واجب ہے، اگر کوئی شخص واجب قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا تو اسے ایام حج میں تین روزے عرفات جانے سے پہلے اور سات روزے منیٰ سے لوٹنے کے بعد رکھنے ہوں گے، خواہ مکہ معظّمہ میں رکھے یا کہیں اور رکھے۔ البتہ یہ روزے ۱۳ ذی الحجہ کے بعد شروع کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین دن روزے تو حج کے دنوں میں

رکھ لے اور سات واپسی میں، یہ پورے دس ہوگئے۔﴾ (البقرة:۱۹۶)۔

اگر کسی سبب سے تین روزے جو عرفات جانے سے پہلے نہ رکھ سکے تو یوم النحر یعنی دسویں ذی الحج سے پہلے بھی رکھ سکتا ہے۔

اس قربانی کا اہتمام خود بھی کر سکتے ہیں یا کسی باضابطہ ادارے سے یعنی کسی کو وکیل بنا کر بھی اس کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

(۷) حلق یا قصر

قربانی کے بعد مرد حاجی صاحبان حلق کرائیں (سر منڈوائیں) یا قصر کروائیں (بال ترشوائیں)، بال منڈوانا افضل ہے کیونکہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین مرتبہ رحمت کی دعا فرمائی اور قصر کرنے والوں کے لیے صرف ایک دفعہ دعا کی۔'' (مسلم)۔ اگر عمرے کے حلق کی وجہ سے سر پر بال نہیں اس صورت میں بھی استرا پھروانا ضروری ہے۔ جبکہ عورتیں انگلی کی ایک پور یا اس سے کچھ زیادہ بال کاٹ لیں۔

(۸) احرام اتارنا

جمرہ عقبٰی کی رمی، قربانی اور حلق یا قصر کرانے کے بعد آپ کا احرام گویا ختم ہوگیا، اب آپ سلے ہوئے کپڑے پہن لیں، حاجی کے لیے بیوی کے علاوہ وہ تمام چیزیں حلال ہوگئیں جو احرام کی حالت میں ناجائز تھیں، اس حلال ہونے کو ''تحلل'' یعنی اول بار احرام سے حلال ہونا یا آزاد ہونا بھی کہا جاتا ہے، جب آپ طواف افاضہ یا طواف زیارت کرلیں گے تو آپ پر بیوی بھی حلال ہوجائے گی، اس حالت کو مکمل طور پر حلال ہونا کہتے ہیں۔

(۹) طواف زیارت یا طواف افاضہ

حلال اول ہونے کے بعد طواف زیارت کیا جاتا ہے، اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے، یہ وقوف عرفہ کے بعد حج کا دوسرا اہم رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوگا، اس طواف میں نہ احرام شرط ہے اور نہ

ہی رمل،طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے یا قریب میں جہاں کہیں بھی جگہ ملے دو رکعت طواف کے پڑھیئے ،نماز سے فارغ ہوکر زمزم کا پانی پئیں اور دعا مانگیں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

طواف افاضہ میں اگر کسی عذر، بیماری یا کمزوری کے باعث تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں،طواف زیارت ۱۲ ذی الحجہ کی مغرب سے قبل ادا کرنا حنفی مسلک کی رو سے واجب ہے، البتہ دیگر ائمہ کے یہاں اس کے بعد بھی گنجائش ہے۔اس سے زیادہ تاخیر اس عورت کے لیے جائز ہے جسے حیض یا نفاس نے روک لیا ہے،ایسی عورت پاک ہونے کے بعد طواف افاضہ کرے۔

(۱۰) سعی کا حکم

اصل حکم یہ ہے کہ طواف افاضہ کے بعد خواہ حج افراد ہو یا تمتع ہو یا قران ہو سعی واجب ہے،لیکن اگر مفرد طواف قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے تو اب ضرورت نہیں،قران کرنے والے کے لیے اکثر علماء کے نزدیک پہلی سعی ہی کافی ہوگی،البتہ حنفی مسلک میں اس کو طواف افاضہ کے بعد دوبارہ بھی سعی کرنا ہے،اور متمتع کو ہر حال میں سعی کرنا ہے سوائے یہ کہ اس نے حج کے لیے دوبارہ احرام باندھنے کے بعد ایک نفل طواف کیا ہو اور سعی پہلے کر لی ہو۔

(۱۱) وادی منیٰ میں قیام

طواف وسعی سے فارغ ہوکر سیدھے منیٰ چلے جائیں اور دس تاریخ کی رات منیٰ میں قیام کریں۔

حج کے چوتھے اور پانچویں دن کا معمول

ایام تشریق پانچ دن ہوتے ہیں۔ایام تشریق تو ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کو کہتے ہیں اور پانچواں دن عیدالفطر کا دن ہے۔ان پانچ ایام میں روزے رکھنا منع ہے۔ان ایام میں سب سے بڑا عمل رمی جمرات ہے اور ساتھ ساتھ بلند آواز سے تکبیر پڑھنا ہے،رمی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر روز زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے،رمی میں ترتیب واجب ہے،یعنی پہلے جمرہ اولیٰ کی رمی کرے،پھر جمرہ وسطیٰ کی اور آخر میں جمرہ عقبیٰ کی رمی کرے،ہر جمرہ کو سات کنکریاں اسی طرح مارنی ہیں جس طرح دس ذی

الحجہ کو جمرہ عقبیٰ کو ماری تھی، البتہ پہلے اور دوسرے جمرے کی رمی کے بعد دعا کرنی چاہیے جبکہ جمرہ عقبیٰ کی رمی کے بعد دعا نہیں کرنی چاہیے، یہی سنت طریقہ ہے۔

اگر ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ سے واپسی کا ارادہ ہے تو آفتاب غروب ہونے سے قبل منیٰ سے واپس ہو جانا چاہیے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چل پڑے تو یہ روانگی شمار ہوگی۔ اگر سورج یہیں غروب ہو گیا تو ۱۳ ذی الحجہ کو بھی رمی جمرات کرنی ہے، اور افضل بھی یہی ہے کہ تیرہ تاریخ کو بھی جمرات کر لی جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ تاریخ کو کنکریاں مارنے کے بعد واپس آئے تھے، منیٰ کا یہ قیام اور تیسرے دن کی رمی اجر کے لحاظ سے افضل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اور اللہ تعالیٰ کو گنتی کے دنوں (ایام تشریق) میں یاد کرو، اگر کوئی جلدی کرے اور (منیٰ سے) دو ہی دن میں چل دے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو بعد تک ٹھہرا رہا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں، یہ باتیں اس شخص کے لیے ہیں جو خدا سے ڈرتا ہے۔﴾ (البقرۃ:۲۰۳)

بارہویں یا تیرہویں تاریخ کی رمی کے بعد مکہ مکرمہ آجائے اور اپنے وطن روانہ ہونے تک اعمال صالحہ میں مشغول رہیے، خصوصاً طواف کثرت سے کریں اور چاہے تو عمرے بھی ادا کریں لیکن عمرہ تیرہ تاریخ کے بعد ادا کریں۔ لیکن مزاحمت کا سامنا ہو اور دھکم پیل کی صورت میں نوافل کی کثرت کریں۔

طواف وداع (آفاقی یعنی غیر مکی کے لیے)

آخری عمل جو حج سے منسلک ہے وہ طواف وداع ہے اور یہ حج کے واجبات میں سے ایک ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''تم میں سے کوئی بھی (یعنی آفاقی) روانہ نہ ہو جب تک کہ (سفر حج کا) آخری مرحلہ بیت اللہ کو قرار نہ دے لے (یعنی کوئی بھی آفاقی طواف وداع کیے بغیر اپنے وطن کو واپس نہ ہو) ہاں حیض (ونفاس) والی عورت کے ذمہ سے ساقط ہے۔'' (بخاری و مسلم)۔ لہذا جب حاجی اپنا رخت سفر باندھ لے اور وطن واپسی کے لیے تیار ہو تو اسے بیت اللہ شریف کا آخری طواف کرنا ہوگا، اس طواف کے لیے بھی طواف زیارت کی طرح نہ احرام کی ضرورت ہے اور نہ ہی رمل کی، طواف کے بعد

مقام ابراہیم یا جہاں کہیں بھی جگہ ملے دو رکعت طواف کے ادا کریں، پھر زمزم پیئیں اور دعا مانگیں۔

حج سے فراغت

الحمدللہ اب آپ حج سے فارغ ہو گئے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اور اپنے مقدس گھر کی زیارت نصیب فرمائی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام حاجیوں کا حج قبول فرمائے اور ان کے حج کو حج مبرور بنائے، اور دین میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

حج کے بعد حاجی کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ حج کے بعد حاجی کی کایا پلٹ جائے، انہیں شرک و بدعات، کفریات و خلاف سنت امور سے نفرت ہو جائے، آپ کی زندگی اب دوسروں کے لیے نمونہ ہونی چاہیے۔ اب گناہوں سے آپ خالص توبہ کر چکے ہیں، اس لیے اب ان کی طرف رغبت نہیں ہونی چاہیے، اور اپنی باقی زندگی اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے گزارنی چاہیے۔

خطبہ حجۃ الوداع - انسانیت کا منشور

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ہم اسی کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اسی سے مدد و مغفرت چاہتے ہیں اور اسی کے سامنے توبہ کرتے ہیں، اس کے دامن میں اپنے نفس کی خرابیوں اور برے اعمال سے پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔

بندگان خدا! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اس کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اور اپنے خطبے کا آغاز نیک بات سے کرتا ہوں لوگو سنو! میں تمہیں وضاحت کے ساتھ بتاتا ہوں کیونکہ شاید اس کے بعد کبھی تم سے اس جگہ نہ مل سکوں۔

لوگو! تمہارا رب ایک ہے،تمہارا باپ ایک ہے،تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقوی والا ہے،کسی عجمی پر کسی عربی کو تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں،ہاں جاہلیت کے تمام دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں اور جاہلیت کے تمام آثار و مفاخر ختم کیے جاتے ہیں،صرف کعبہ کی نگرانی و نگہبانی اور سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے) کے عہدے باقی رہیں گے۔قتل عمد یعنی جان بوجھ کر قتل کرنے کا بدلہ قصاص ہے۔عمد کا مشابہ وہ قتل ہے جو لاٹھی یا پتھر سے وقوع میں آئے،اس کی دیت سو اونٹ مقرر ہے،اہل قریش ایسا نہ ہو کہ تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر دنیا کا بوجھ لدا ہو۔اہل قریش! اللہ تعالیٰ نے تمہارے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے لیے فخر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔

اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں،جس طرح اس دن،اس ماہ اور اس شہر میں قتل و غارت گری حرام ہے،(یعنی جس طرح تمہارے نزدیک عرفہ کا دن ماہ ذی الحجہ اور مکہ مکرمہ میں قتل و غارت گری حرام ہے،اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور ہر جگہ آپس میں خون خرابا کرنا اور ایک دوسرے کا مال دبانا حرام ہے)۔

دیکھو میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں گردنیں مارنے لگو،دیکھو میں نے حق پہنچا دیا ہے،پس اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

خبردار ہو ایام جاہلیت کی ہر چیز (یعنی رسم اور ہر طریقہ) میرے قدموں کے نیچے پڑی ہوئی ہے(یعنی ان کی اب کوئی قدر و قیمت نہیں اور وہ پست و پامال ہے)۔اور جاہلیت کے خون معاف کر دیے گئے ہیں،اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے کالعدم قرار دیتا ہوں وہ ابن ربیعہ حارث کا خون ہے(یہ حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے،یہ دودھ پیتا بچہ تھا اور قبیلہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا)۔اور جاہلیت کا سود آج سے کالعدم قرار دیتا ہوں البتہ تم کو اپنی

اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان ہے اور نہ تمہارا ہے، اور جہاں تک عباس رضی اللہ تعالیٰ بن عبدالمطلب کا سود ہے،اسے پورا کا پورا ختم کر دیا گیا ہے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے میراث میں سے ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کر دیا ہے،اس لیے اب وارث کے حق میں (ایک تہائی سے زائد میں) کوئی وصیت جائز نہیں، جان لو کہ لڑکا اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگباری ہے۔خبردار جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ اپنی نسبت قائم کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی،اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور قیامت کے دن اس سے کوئی بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا،قرض قابل ادائیگی ہے،تحفہ کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے تو اسے تاوان ادا کرنا چاہیے دیکھو اب ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمہ دار ہے،اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس زمین پر اس کی پرستش کی جائے گی،لیکن اس بات پر بھی راضی ہے کہ آپس میں فتنہ فساد پیدا کرتا رہے،اس لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرو۔لوگو! گنتی (مہینے کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا) کفر میں (کچھ اور) اضافہ کر دیتا ہے،کافر اس سے گمراہی میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک سال تو (اپنی نفسیاتی غرض سے) اسے حلال ٹھہراتے ہیں،دوسرے سال پھر (جب ذاتی غرض نہ ہوا) اس کو حرام کہہ دیتے ہیں تاکہ اللہ نے جو گنتی (حرام مہینوں کی) مقرر کر رکھی ہے اسے پورا کر لیں،اس طرح اللہ تعالیٰ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کو حلال کر لیتے ہیں اور اس کے حلال کیے ہوئے مہینوں کو حرام اور زمانہ گھوم پھر کر اسی جگہ آ گیا ہے جہاں سے کائنات کی پیدائش کے دن شروع ہوا تھا۔مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے پاس (سال میں) بارہ ہے اور اس میں چار محرم ہیں کہ تین ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم تو متواتر ہیں اور ایک الگ آتا ہے یعنی رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو،تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے،یعنی اللہ تعالیٰ سے انہیں امان میں رکھنے کا عہد کیا ہے۔اورتم نے اپنے لیے ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال کیا ہے،عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ آنے دیں(یعنی تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے آدمی کو گھر میں نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں برا معلوم ہوتا ہو،خواہ وہ مرد ہو یا عورت)۔اگر وہ اس معاملہ میں تمہارا کہنا نہ مانیں تو انہیں مار سکتے ہو۔لیکن زیادہ نہیں،اورتم پرعورتوں کا حق یہ ہے کہ انہیں کھانے کو دو،اور کپڑا پہناؤ،بھلے طریقہ سے۔

اے لوگو! میں نے تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے تو میرے بعد ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگے،یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اورتم لوگ غلو(زیادتی کرنے) سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی کے باعث ہلاک ہوئے۔لوگو! میری بات سنو اور سمجھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے کچھ لے۔سوائے اس کے جسے اس کا بھائی رضا مندی ورغبت عطا کر دے،اور اپنے نفس پر اور دوسرے پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمہارے غلام! ان کا خیال رکھو اور جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ جو تم پہنو اسی میں سے ان کو پہناؤ اور اگر وہ ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو انہیں فروخت کردو اور انہیں سزا نہ دو۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر یا نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔خوب سن لو اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو،رمضان کے روزے رکھو،مالوں کی زکوٰۃ خوشی خوشی دیا کرو،حج کرو،اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اس طرح اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ۔

لوگو! سنو اطاعت کرو،اگرچہ تم پر کوئی نکٹا حبشی غلام ہی کیوں نہ امیر بنا دیا جائے جو تم پر کتاب اللہ کو قائم کرے۔لوگو! حج کے مسائل مجھ سے سیکھ لو،میں نہیں جانتا شاید اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے،اچھی طرح سن لو تم میں سے جو حاضر ہیں وہ یہ باتیں غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں،ممکن

ہے کہ بعض سامعین کے مقابلے میں بعض غیر حاضر لوگ ان باتوں کو زیادہ اچھی طرح یاد رکھیں اوران کی حفاظت کریں۔

اور (اے لوگو!) تم سے میری بابت سوال کیا جائے گا تم اس کا کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے جواب دیا ہم اس امر کی شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک احکام دین کو پہنچا دیا، اپنا فرض ادا کیا، اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی طرف جھکا کر کہا۔ اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ۔

زیارت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت ہیں دنیا کی بقا امن و عافیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اس کی مرہون منت ہے، مسلمانوں کی محبت وعقیدت کا محور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، دنیا کا گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اپنی خوش قسمتی تصور کرتا ہے، ایمان و اسلام کی جو بیش قیمت دولت ہمیں عطا ہوئی ہے وہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، بیت اللہ کی تجلیات، حج کی برکات، عرفہ کی رحمتیں، مزدلفہ کی فضیلتیں، منیٰ میں شیطان سے بے زاری کے لمحات یہ سب اگر چہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی یادگاریں ہیں لیکن اس کو عبادت کا درجہ اور اس میں اجر وثواب کا زیادہ عنصر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی وجہ سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا، اس احسان اور انعام کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نمازوں کی ادائیگی اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا اہتمام کریں۔ بیت اللہ کی محبت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی ایمان کی علامت ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مسنون ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز مسجد الحرام کے علاوہ دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔'' (بخاری ومسلم)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا تعلق حج یا عمرہ سے نہیں ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''تین مساجد، یعنی مسجد حرام (بیت اللہ)، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے علاوہ کسی جگہ کے لیے کجاوے نہ کسے جائیں (یعنی زیارت کی غرض سے سفر نہ کیا جائے)۔''، (بخاری ومسلم)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے، مسجد الحرام کے علاوہ، اور مسجد الحرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔''، (مسند احمد وابن ماجہ)۔

چنانچہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مستقل ایک نیکی اور سعادت وخوش نصیبی ہے، لہٰذا جو شخص دور دراز مقام سے حج کے لیے آئے اور استطاعت کے باوجود مدینہ منورہ حاضر نہ ہوتو یہ اس کی محرومی ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے، لیکن حج سے اس کا تعلق صرف اس بناء پر ہے کہ عام طور پر حج وعمرہ کے علاوہ مستقلاً مدینہ منورہ کا سفر کرنا دشوار ہوتا ہے اور حج وعمرہ کا سفر بھی بار بار نہیں ہوتا، لہٰذا حج وعمرہ کے سفر میں حجاج زیارت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اہمیت دیتے ہیں تاکہ ایک ہی سفر میں حج وعمرہ کا ثواب حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی زیارت اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوکر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کرسکیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کے لیے زیارت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے، اس مسجد کی بنیاد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔

جب حاجی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کریں تو پہلے احتیاط کا دامن تھام لیں اور بقول شاعر ''یہاں ہے منزل قدم قدم پر'' اس لیے اس سفر کے آغاز سے ہی تصور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر مدینہ طیبہ کا سفر کیا تھا، اس وقت مکہ سے مدینہ منورہ کا راستہ جس کو طریق الہجرت کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ یہ وہ راستہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں اختیار فرمایا تھا۔ دوران سفر درود شریف کا کثرت سے ورد کریں، بیت اللہ کے سفر میں جس طرح لبیک حجاج کرام کا ترانہ تھا، اس سفر میں حجاج کا ترانہ درود شریف ہے۔

زیارت کرنے والا جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو جس طرح ہر مسجد میں داخل ہونے کے لیے دعا پڑھتے ہیں اور داخل ہوتے ہیں اسی طرح داخل ہوں، اس کے لیے کوئی مخصوص دعا نہیں ہے، مسجد میں داخل ہو کر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے، اگر یہ نماز روضہ شریف (ریاض الجنۃ) میں پڑھنے کا موقعہ ملے تو وہاں پڑھ لے، کیونکہ ریاض الجنۃ میں نماز پڑھنے کا اجر وثواب زیادہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میرے حجرے اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔'' (بخاری)
لیکن کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ دے اور دھکم پیل سے گریز کرے۔

ریاض الجنۃ کو سبزی مائل قالینوں سے نمایاں کیا گیا ہے، نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں کی زیارت کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سامنے انتہائی ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر نرم آواز کے ساتھ سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں)

سلام کرتے وقت اپنے قلب کو تعظیم سے پر رکھتے ہوئے یہ یقین رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اطہر میں میرا سلام سن رہے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرما رہے ہیں، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔''، (ابو داؤد)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر سلام کہنے کے بعد درود شریف پڑھنا بھی مستحب ہے۔

دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہماری اعلیٰ درجے کی سعادت اور نیک بختی ہے، اور یہ دنیا و آخرت میں ہمارے لیے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا سبب بنے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کائنات کا حسن ہے، وسیلہ نجات ہے، ذریعہ شفاعت ہے اور آخرت کے لیے بہترین زاد راہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تا حشر ان کے ذکر سے گونجے گی یہ فضا

اک ذکر مصطفیٰ کو جہاں میں دوام ہے

درود و سلام کی کثرت سے قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی قرب اور خصوصی تعلق حاصل ہوگا، اور اس کا حکم ہم بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں بڑے عجیب انداز میں دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔﴾ (الاحزاب:۵٦)

حکم کا یہ انداز دوسرے کسی اور عمل کے لیے نہیں کہا گیا، کہ اللہ اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی یہ کرو، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت و عظمت ہے، بے شک درود وسلام کا یہ بہت بڑا مقام ہے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کی خصوصیات میں سے

ہے،اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

ہر مرض کی شفا ہے صل علی محمد

ہر درد کی دوا ہے صل علی محمد

لیکن اس بات کا خاص خیال رکھا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر رکوع کی طرح جھکنا، سجدہ کرنا، اس کا طواف کرنا، اس کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا یا نماز پڑھنا قطعی منع ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: ''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔'' (مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کر چکے تو دو قدم دائیں ہٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار، رفیق صادق اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس طرح سلام پیش کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا بَکْرٍ

(اے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر سلام ہو)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد دائیں طرف کو اور دو قدم ہٹے اور یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس طرح سلام پیش کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرَ

(اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر سلام ہو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبر مبارک پر سلام کے وقت اس بات کا بھی لحاظ رکھا جائے کہ وہاں دیر تک کھڑے رہنے سے بھیڑ میں اضافہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس شور وغل بڑھے گا جو ان باتوں کے خلاف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں مشروع کیا ہے:

﴿اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال برباد ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خاص کر دیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔﴾ (الحجرات: ۳۔۲)

زائر کو چاہیے کہ جب تک دیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام رہے تمام نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرے، کثرت کے ساتھ ذکر، دعا اور نفلی نمازوں کا بھی اہتمام کرے اور زیادہ ثواب کمانے کے اس موقع کو غنیمت سمجھے، نہ جانے زندگی میں دوبارہ ایسی عظیم سعادت ملے کہ نہ ملے!